فون نمبر ۹۴
بسم اللہ الرحمن الرحیم
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
روزنامہ
الفضل ربوہ
یوم شنبہ
ایڈیٹر روشن دین تنویر
The Daily
ALFAZL
RABWAH
قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۳/۱۸	۵ فتح ۱۳۴۳ ہش ۲۹ رجب ۱۳۸۴ ھ ۵ دسمبر ۱۹۶۴ء	نمبر ۲۸۳

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۴ر دسمبر بوقت $9\frac{1}{2}$ بجے صبح۔

کل حضور کو کچھ ضعف کی شکایت رہی، اِس وقت طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت حضور کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں ÷

اخبار احمدیہ

○ ربوہ ۴ر دسمبر۔ تحریک جدید انجمن احمدیہ نے اپنے کارکنان کے نو عمر بچوں کے لئے دفاتر تحریک جدید کے احاطہ میں ایک خوشنما باغیچہ بنایا ہے جو بچوں کے کھیل کود کے لئے ہر قسم کے سامان سے پوری طرح آراستہ ہے۔ کل نماز عصر کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے بچوں کی ایک پُرمسرت تقریب میں اس باغیچہ کا افتتاح فرمایا (افتتاحی تقریب کی تفصیلی خبر آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمائیں)

○ ربوہ — مورخہ ۲۶ نومبر کو جامعہ احمدیہ کے زیر اہتمام ۲۶ میل کی ایک دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ جس میں ۱۴ طلبہ نے حصہ لیا۔ یہ دوڑ پونے نو بجے صبح لائل پور سے شروع ہوئی۔ اور ربوہ میں آکر ختم ہوئی۔ اس دوڑ میں راجہ نصیر احمد ناصر صفی الرحمٰن خورشید اور حمید اللہ علی الترتیب اوّل دوم اور سوم رہے۔ انہوں نے یہ فاصلہ علی الترتیب تین گھنٹے ۴۰ منٹ تین گھنٹے ۴۱ منٹ اور تین گھنٹے ۴۵ منٹ میں طے کیا

(مدیر الالعاب بالجامعۃ الاحمدیہ ربوہ)

○ "فوری ضرورتوں پر کام آنے والے روپے کے سوا تمام روپیہ جو بنکوں میں دوستوں کا جمع ہے وہ بطور امانت خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل ہونا چاہیئے"۔

— ارشاد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ

(افسر خزانہ صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ)

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا کی محبت میں ایسے محو ہو جاؤ کہ تمہارا وجود ہی درمیان سے گُم ہو جاوے

اگر ایسے تعلق میں انسان مر بھی جاوے تو بڑا ہی خوش قسمت ہے

"دیکھو ایمان جیسی کوئی چیز نہیں۔ ایمان سے عرفان کا پھل پیدا ہوتا ہے۔ ایمان تو مجاہدہ اور کوشش کو چاہتا ہے اور عرفان خدا تعالےٰ کی موہبت اور انعام ہوتا ہے۔ عرفان سے مُراد کشوف اور الہامات جو ہر قسم کی شیطانی آمیزش اور ظلمت کی ملونی سے مبرا ہوں اور نور اور خدا کی طرف سے ایک شوکت کے ساتھ ہوں وہ مراد ہیں اور یہ خدا تعالےٰ کا فضل اور اس کی طرف سے موہبت اور انعام ہوتا ہے۔ یہ چیز کچھ کسی چیز نہیں مگر ایمان کسبی چیز ہوتا ہے۔ اسی واسطے اوامر ہیں کہ یہ کرو۔ غرض ہزاروں احکام ہیں اور ہزاروں نواہی ہیں ان پر پوری طرح سے کاربند ہونا ایمان ہے۔

ایمان ایک خدمت ہے جو ہم بجا لاتے ہیں اور ایمان اس پر ایک انعام اور موہبت ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ خدمت کئے جاوے آگے انعام دینا خدا کا کام ہے۔ یہ مومن کی شان سے بعید ہونا چاہیئے کہ وہ اس انعام کے واسطے خدمت کرے۔

ذاتی محبت ہو خواہ کشوف والہامات نہ ہوں۔ مکاشفات اور الہامات کے ابواب کے کھلنے کے واسطے جلدی نہ کرنی چاہیئے اگر تمام عمر بھی کشوف والہامات نہ ہوں تو گھبرانا نہ چاہیئے۔ اگر یہ معلوم کر لو کہ تم میں ایک عاشق صادق کی سی محبت ہے جس طرح وہ اس کے ہجر میں اس کے فراق میں بھوکا مرتا ہے بیاس سہتا ہے نہ کھانے کا ہوش ہے نہ پانی کی پرواہ نہ اپنے تن بدن کی کچھ خبر۔ اسی طرح تم بھی خدا کی محبت میں ایسے محو ہو جاؤ کہ تمہارا وجود ہی درمیان سے گُم ہو جاوے۔ پھر اگر ایسے تعلق میں انسان مر بھی جاوے تو بڑا ہی خوش قسمت ہے ہمیں تو ذاتی محبت سے کام ہے نہ کشوف سے غرض نہ الہام کی پرواہ۔ دیکھو ایک شرابی شراب کے جام کے جام پیتا ہے اور لذت اٹھاتا ہے۔ اسی طرح تم اس کی ذاتی محبت کے جام بھر بھر کر پیو۔ جس طرح وہ دریا نوش ہوتا ہے۔ اسی طرح تم بھی کبھی سیر نہ ہونے والے بنو۔ جب تک انسان اس امر کو محسوس نہ کر لے کہ میں محبت کے ایسے درجہ کو پہنچ گیا ہوں کہ اب عاشق کہلا سکوں تب تک نہ پیچھے ہرگز نہ ہٹے قدم آگے ہی آگے رکھتا جاوے"!

(الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۳ء)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۵۔ دسمبر ۶۴ء

حکومتِ الٰہیہ کس طرح برپا ہو سکتی ہے

(قسط نمبر ۳)

ہم نے کل کے اداریہ میں بتایا ہے کہ حقیقی "حکومتِ الٰہیہ" صرف اللہ تعالیٰ ہی اپنے فرستادگان کے ذریعہ قائم کرتا ہے۔ یہ کسی بشر یا علماء کے گروہ کا کام نہیں ہے جو اپنے طور پر اس کو برپا کرنا چاہیں۔ اسی کی وجہ یہی ہے کہ حقیقی "حکومتِ الٰہیہ" کے قیام کے طریقے قطعاً وہ نہیں ہیں جو انسانوں نے حکومتوں کے متعلق خود اپنی عقلوں سے ایجاد کئے ہیں یہ طریقے مسلّمہ طور پر ناقص ہیں اور اس بات کا اعتراف یورپ کے بڑے بڑے مفکّرین نے کیا ہے کہ جمہوریت بھی جو آجکل حکومت کی بہترین صورت تصوّر کی جاتی ہے صحیح حکومت کا عقدہ حل نہیں کر سکتی۔ چنانچہ علامہ اقبال مرحوم نے بھی فرمایا ہے ؎

جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
انساں کو گِنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

پھر انہی کا ایک دوسرا شعر ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ لاکھوں کروڑوں گدھوں کی عقل مل کر بھی ایک انسانی دماغ کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مطلب یہ ہے کہ جو طرزِ حکومت عوام یا عوام کے نمائندے اتفاقِ رائے سے تجویز کرتے ہیں۔ وہ ایک عقلمند انسان کے نتیجہ فکر کی برابری نہیں کر سکتی۔ جمہوریت میں جو سب سے بڑا نقص ہے وہ یہ ہے کہ تمام انسان ایک طرح ہی نہیں سوچتے اور نہ وہ اپنی عقل سے ایک نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ دوسرا نقص اس میں یہ ہے کہ بغیر پارٹی بازی کے وجود میں نہیں آ سکتی۔ پارٹی بازی کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ انسان کو اپنی رائے کی قربانی دے کر اپنی پارٹی کی اکثریت سے متعلق ہونا پڑتا ہے۔ خواہ اکثریت کی رائے سراسر غلط ہی کیوں نہ ہو۔ اور عملی طور پر نہایت ضرررساں ہی کیوں نہ ثابت ہو۔

جمہوریت کے مقابلہ میں آمرانہ نظام ہے اس میں ایک شخص کی آمریت کے سامنے سب کو سر جھکانا پڑتا ہے اور چونکہ ایک شخص کی رائے ہمہ گیر نہیں ہو سکتی اس لئے خواہ ایک خاص وقت میں آمریت مفید ہی کیوں نہ ثابت ہو ہمیشہ مفید نہیں ہو سکتی۔ اس میں سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ آمر خود پسند اور خود پرست ہو جاتا ہے۔ اور خود مختار بادشاہ اسی طرح وجود میں آتے رہے ہیں جس کے بعد وراثت چلتی رہی ہے۔ اس طرزِ حکومت کی اچھائی یا بُرائی واحد شخصیت کے حسن و قبح پر منحصر ہوتی ہے۔ اگر آمر ہمدرد۔ مدبر ہوا تو ملک ترقی کرتا ہے لیکن اگر ظالم و سفاک ہو تو ملک میں خون کی ندیاں چلنے لگتی ہیں۔

انسانوں نے تجربہ اور مشاہدہ کی بناپر کئی قسم کی حکومتیں ایجاد کی ہیں لیکن اس وقت سب سے بہتر صورت جمہوریت کو ہی قبول پا سکی ہے۔ بہرحال جہاں تک انسانی عقل و فکر کا تعلق ہے انسان ابھی تک کسی ایسی طرزِ حکومت کو معلوم نہیں کر سکا جو من حیث الکل مفید ہو۔ یہی وجہ ہے کہ "حکومتِ الٰہیہ" کا دستور اہلِ علم حضرات مل کر یا الگ الگ قرآن و سنت کی روشنی میں بھی نہیں بنا سکتے اور اگر وہ ایسی کوشش کریں بھی تو جو کچھ وہ بنائیں گے وہ حکومتِ الٰہیہ کا دستور نہیں ہوگا بلکہ بظاہر اسلامی اصولوں کے مطابق ایک لادینی حکومت کا ہی دستور ہوگا اور نہ وہ پائیدار ہو سکتا ہے کیونکہ مسائل کے اخراج میں مختلف فقہی مکاتب کا اتنا اختلاف ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ جہاں ایک فقیہ ایک آیہ سے کوئی نتیجہ نکالتا ہے تو دوسرا فقیہ اسی آیہ کریمہ سے اس کے بالکل متضاد نتیجہ برآمد کرتا ہے۔

اس کی ایک مثال دستور سازی ہی کی اس کوشش میں ملتی ہے جو آج سے چندسال پہلے بعض اہلِ علم حضرات نے کی تھی ۳۱ یا ۳۲ یا ۳۳ علماء نے جو اپنے آپ کو مختلف فرقوں کے نمائندہ ظاہر کرتے تھے۔ ایک مجلس میں مل کر ایک دستور بنایا تھا جس میں سید سلیمان ندوی نے صدارت کے فرائض ادا کئے تھے اور دستخط کرنے والوں میں سے مودودی صاحب لسٹ پر آتے ہیں۔ بلکہ ہمارا گمان ہے کہ اس کا مسودہ بھی مودودی صاحب ہی کی قلمکاری کا نتیجہ ہے۔ اس دستور میں یہ شق بھی رکھی گئی تھی کہ اسلامی مملکت کا سربراہ مرد ہوگا جس کو عوام یا عوام کے نمائندے منتخب کریں گے۔

یہ بات سب کو یاد ہو گی کہ مودودی صاحب کی جماعت ہی نے اس دستور کو سب سے زیادہ اُچھالا تھا اور یہاں تک کہہ دیا تھا کہ تمام تاریخِ اسلام میں یہ کارنامہ پہلی دفعہ سرانجام پایا ہے۔ اس وقت سے آج تک مودودی جماعت نے اس کے متعلق جو پراپیگنڈہ کیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ مگر کیا یہ حیرت ناک نہیں ہے کہ آج جبکہ مملکت کی سربراہی کا سوال عورت کے متعلق پیدا ہوا ہے تو مودودی جماعت بلکہ کہنا چاہیئے مودودی صاحب ہی نے اس دستور کی دھجیاں اڑا دیں اور نہ صرف یہ کہا ہے کہ استثنائی صورت میں عورت کا صدرِ مملکت ہونا جائز ہے بلکہ صدارتی نظامِ حکومت کے خلاف بھی غوغا آرائی شروع کر رکھی ہے۔ اور بنیادی جمہوریتی نظام کی بھی سخت مخالفت کی ہے کہ وہ صدر کا انتخاب کریں بلکہ اس بات پر زور دیا ہے کہ صدر کا انتخاب عوام ہی براہ راست کر سکتے ہیں نہ کہ ان کے منتخب نمائندے۔ اور اس میں سب سے بڑی تکلیف دہ جو بات ہے وہ یہ ہے کہ یہ سب کچھ اسلامی اصول کے مطابق کہا جانا بیان کیا جاتا ہے۔

اگرچہ یہ قلا بازی مودودی صاحب ہی فکرِ عالیہ کا نتیجہ ہے لیکن اس کا ذمہ دار مودودی جماعت کی مجلس شوریٰ بنائی گئی ہے۔ یعنی یہ فیصلہ اہلِ علم حضرات کی ایک جماعت کا ہے۔ حالانکہ جو دستور مختلف فرقوں کے ۳۱ وغیرہ اہلِ علم حضرات نے وضع کیا تھا۔ اس میں کسی استثناء کا ذکر اذکار نہیں اور نہ کوئی ایسا اشارہ ہے۔ انہوں نے تو قرآن کریم کے مقابلہ میں اپنا نیا قرآن بنا کر پیش کیا تھا جو ابدی اور قطعی حیثیت رکھتا تھا۔ اور لطف یہ ہے کہ مودودی صاحب نے ان علماء سے مشورہ کئے بغیر ہی اپنا حالیہ فتویٰ جاری کر دیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اسکو نظیر نہ بنایا جائے یعنی شریعت محض مودودی صاحب کے اغراض کی غلام ہے جب چاہیں جیسا چاہیں فتوے دیدیں۔ آمریت کی یہ بھی ایک ادا ہے۔

یہ ایک مثال ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ خواہ اہلِ علم حضرات قرآن و سنت کو ملحوظ رکھنے کا ہی دعوےٰ کریں وہ ہرگز کوئی ایسا دستور نہیں بنا سکتے جو "حکومتِ الٰہیہ" کیلئے قطعی اور ابدی حیثیت رکھتا ہو۔ حالانکہ قرآن و سنت کے اصول قطعی اور ابدی حیثیت رکھتے ہیں اور کوئی مسلمان ان میں تغیر و تبدل اور جہاں استثناء نہیں ہے وہاں استثناء تسلیم کرنے کیلئے تیار نہ ہو۔ الغرض اب جو دستور بھی اہلِ علم حضرات مل کر یا تنہا تنہا بنائیں گے وہ کسی طرح حکومتِ الٰہیہ کا دستور نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ حکومتِ الٰہیہ کا دستور تو پہلے ہی قرآن و سنت میں موجود ہے البتہ ایسے دستور کی بنا پر بھی حکومتِ الٰہیہ قائم کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے جو وہ اپنی سنت کے مطابق اپنے فرستادہ کے ذریعہ کرتا ہے اور جس کی صورت حدیث میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کے الفاظ میں بیان کر دی گئی ہے۔ اس طرح حقیقی حکومتِ الٰہیہ تو اس وقت تک یہاں قائم نہیں ہو سکتی جب تک آیۂ استخلاف کی شرائط مسلمان کے پوری نہ کریں البتہ اس وقت تک ایک مسلمان کہلانے والے لوگوں کے ملک میں حکومت اسلامی قوانین اپنانے کی حتی الوسع کوشش کر سکتی ہے۔ ایسی حکومت کو ہم حکومتِ الٰہیہ تو نہیں کہہ سکتے البتہ اسلامی سیکولر حکومت کہہ سکتے ہیں اور "حکومتِ الٰہیہ" کیلئے دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق اسکو نہ صرف پاکستان یا دیگر اسلامی ممالک پر بلکہ تمام دنیا پر اس کا تسلط قائم ہو۔ آمین ✦

مزے میں ہوں کہ مرا مختصر ہے رختِ سفر

جو مل گیا ہے مجھے میری آرزو کا گھر
مرا کمال نہ تھا آپ کا تھا حسنِ نظر

سفر میں زیست کے ہے خوب مجھ کو درویشی
مزے میں ہوں کہ مرا مختصر ہے رختِ سفر

جواب دے گئی پروازِ شہپرِ جبریل
مگر مقامِ دنیٰ پر پہنچ گیا ہے بشر

حیات و موت میں کچھ ایسا فرق بھی تو نہیں
بس ایک جست کلمح البصر ادھر سے ادھر

جنہیں خبر تھی مآلِ حیات کی ناہید
وہ لوگ جاگے ہیں تاروں کیساتھ تا سحر

عبدالمنان ناہید

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چیلنج

حیات مسیح ثابت کرنیوالے کیلئے بیس ہزار روپیہ کا انعام

جماعت احمدیہ کے خلاف "المنبر" کی اشتعال انگیز مہم

مکرم مولوی نذیر احمد صاحب مبشر سابق مبلغ بلاد عربیہ

> " اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسےٰ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے ہیں اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے اگر کوئی ایسی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں۔ اور توبہ کرنا اور اپنی تمام کتابوں کا جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا۔"
>
> (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

(۱)

"المنبر" لائل پور نے اپنی اشاعت ماہ اگست ۱۹۶۳ء میں ایک سوال بابت حیات مسیح کے جواب میں انتہائی اشتعال انگیزی سے کام لیا ہے۔ یہ سوال وجواب اور اس کا انداز ایسا ہے جس سے احمدیوں کے خلاف فضا کو مسموم کرنا مقصود ہے۔ علم اور اجتہاد میں یقیناً اختلاف کیا جا سکتا ہے۔ مگر اس اختلاف کو ایسے رنگ میں بیان کرنا اور عامۃ الناس میں اشاعت کرنا تا کہ ایک مخصوص طبقہ کے خلاف لوگوں کے جذبات کو مشتعل کیا جائے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی جرم نہیں ہو سکتا۔ الفتنۃ اشد من القتل۔

اس سوال کو دریافت کرنے والے مولوی منظور احمد صاحب چنیوٹی ہیں۔ اور جس انداز اور جن الفاظ میں اس سوال کا جواب دریافت کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد بھی ایک معین گروہ اور جماعت کی نشاندہی کرنا تھا۔ اس سوال کا جواب مدینہ یونیورسٹی کے ایک غیر معروف مدرس اور ان کے چند ہمنوا مدرسین نے دیا ہے۔ جو تقریباً ایک ہی ادارہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

سوال یہ دریافت کیا گیا تھا۔

" اس بارے میں حضرات علماء کرام کیا فرماتے ہیں کہ سیدنا حضرت عیسےٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ انہیں آسمان پر جسد عنصری کے ساتھ اٹھایا گیا ہے۔ اور وہ قیامت کے قریب آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے۔ ان کا یہ نزول قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ اور ایسے شخص کا کیا حکم ہے جو قیامت کے قریب ان کے نزول کا انکار کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ وہ سولی پر چڑھائے گئے تھے۔ اس سے وہ فوت تو نہیں ہوئے بلکہ ہجرت کر کے کشمیر چلے گئے۔ جہاں وہ طویل عرصہ زندہ رہ کر اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے۔ اب وہ قیامت سے قبل نازل نہیں ہوں گے بلکہ ان کا مثیل آئے گا۔ اس سوال کا جواب مرحمت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔"

(۲)

مولوی منظور احمد صاحب چنیوٹی نے جب یہ سوال دریافت کیا تھا تو دیانتداری کا یہ تقاضہ تھا کہ وہ حضرت بانی احمدیت علیہ السلام کے اس چیلنج کو بھی ساتھ ہی شامل کرتے جس میں ۲۰ ہزار روپیہ کے انعام کا اعلان اس شخص کے لئے کیا گیا ہے، جو وفات مسیح کا منکر ہو تا اس انعام کو لینے کے لئے جواب دینے والا کی کوشش کامیاب ہوتی نامعلوم مدینہ یونیورسٹی کے یہ مدرسین طالب علموں کو کیا پڑھاتے ہوں گے۔ جنہوں نے اس سوال کے جواب میں یہ بھی تحریر کیا ہے کہ

" توفی کا معنے موت لینا نہایت ضعیف اور مجروح قول ہے۔"

اور سوال بالا کے جواب میں اختتام پر تحریر ہے جو جلتی پر تیل کے مترادف ہے۔

" اس بات سے معلوم ہوا کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا گیا ہے۔ یا سولی پر چڑھایا گیا ہے۔ یا وہ ہجرت کر کے کشمیر چلے گئے۔ جہاں عرصہ دراز کی زندگی کے بعد اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے اور آسمان پر نہیں اٹھائے گئے یا یہ کہ وہ دنیا میں آ چکے ہیں یا وہ خود نہیں آئیں گے۔ بلکہ ان کا مثیل آئے گا۔ اور یہ دعوے کرتا کہ آسمان سے نازل ہونے والا کوئی مسیح نہیں ہے۔ یہ سارے خیالات اللہ پر افترا اور اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تکذیب ہے ایسا سمجھنے والا شخص اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا قرار دیتا ہے اور وہ شخص کافر ہے ایسی باتیں کرنے والے شخص سے قرآن و سنت کے دلائل واضح کرنے کے بعد توبہ کا مطالبہ کرنا ضروری ہے اور اگر وہ توبہ کر کے حق کی طرف رجوع کرے تو بہتر ورنہ اسے کفر کی حالت میں قتل کر دیا جائے۔"

(المنبر ماہ اگست ۱۹۶۳ء)

آخری فقرہ کے نیچے مدیر المنبر کی طرف سے قانونی گرفت سے بچنے کے لئے جبکہ یہ صفحہ اور سطر طبع ہو چکی تھی۔ چھپتے چھپتے عربی ٹائپ میں مندرجہ ذیل فقرہ کو حاشیہ میں کمپوز کیا گیا ہے۔

" اس مسئلے کا تعلق اسلامی حکومت سے ہے۔ اسلام عوام کو ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ قانون ہاتھ میں لے کر خود کوئی اقدام کریں۔" (المنبر)

مدیر المنبر کا یہ نوٹ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہے۔ مدیر المنبر کا یہ نوٹ بھی انتہائی مسموم ہے۔ اور اپنے اندر کئی قابل اعتراض پہلو رکھتا ہے۔

(۳)

وفات مسیح کا مسئلہ اپنے اندر کوئی علمی الجھن نہیں رکھتا۔ اور یہ مسئلہ از روئے قرآن کریم وحدیث شریف یہ امر کی صراحت کرتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ المنبر نے چونکہ فتنہ اور اشتعال انگیزی کی بنیاد ڈالی ہے۔ اس لئے ہم حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کا مندرجہ ذیل چیلنج پیش کرتے ہیں۔ جو آپ نے حیات مسیح کا عقیدہ رکھنے والوں کو دیا ہے۔

" اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے۔ جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسےٰ جسم عنصری آسمان پر چلے گئے ہیں۔ اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی ایسی حدیث پیش کرے۔ تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار تاوان دے سکتے ہیں۔ اور توبہ کرنا اور اپنی تمام کتابوں کا جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا۔"

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے اس چیلنج کو آج ۶۵ برس سے زیادہ عرصہ گزر رہا ہے۔ آج تک مشرق و مغرب جنوب و شمال کے کسی فرد واحد کو توفیق نہیں مل سکی۔ کہ وہ آپ کے اس چیلنج کو قبول کر سکے۔ اس چیلنج کے الفاظ آج بھی قائم ہیں۔ اگر کسی میں ہمت ہے۔ تو وہ اس چیلنج کو منظور کر کے انعام حاصل کرے قرآن مجید۔ احادیث نبویہ اور عربی نظم و نثر میں لفظ توفی سینکڑوں مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ اس لفظ توفی کے معنے موت اور قبض روح کے ہی ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جملہ علماء کو اس لفظ توفی کے متعلق یوں چیلنج فرمایا ہے۔

" اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا کسی حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یا اشعار و قصائد نظم و نثر قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ توفی کا لفظ خدا تعالےٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنی پر بھی اطلاق پا گیا ہے یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حصہ ملکیت کا فروخت کر کے مبلغ ہزار روپیہ نقد دوں گا۔ اور آئندہ اس کی کمالات

حدیث دانی اور قرآن دانی کا اقرار کر لوں گا۔"

(ازالہ اوہام)

اس چیلنج کو آج ۷۰ سال گزر چکے ہیں مگر آج تک کسی کو اس انعام کے لینے کی توفیق نہ مل سکی اور نہ ہی مل سکے گی بلکہ اس کے برعکس دنیا کے مشہور ترین علماء نے وفاتِ مسیح کا فتویٰ دے دیا ہے جن میں قابل ذکر الشیخ محمد عبدہ مفتی مصر، علامہ الشیخ رشید رضا مفتی مصر، الشیخ مراغی رئیس الازہر اور الشیخ محمود شلتوت ہیں علامہ رشید رضا نے بھی کافی تحقیق و تدقیق کے بعد یہ تحریر کیا ہے کہ حیاتِ مسیح کے عقیدہ کی اشاعت دراصل عیسائیوں کی طرف سے ہوئی ہے چنانچہ آپ تحریر کرتے ہیں:۔

"وانما ھی عقیدۃ اکثر النصاریٰ وقد جاھدوا فی کل زمان منذ ظھور الاسلام بثھا فی المسلمین۔"

یعنی حیاتِ مسیح کا عقیدہ اکثر نصاریٰ کا ہے ظہورِ اسلام سے ہی عیسائی ہمیشہ اس عقیدہ کی اشاعت مسلمانوں میں کرتے رہے ہیں۔" حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اس مسئلہ کی اہمیت یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"اے میرے دوستو! اب میری ایک آخری وصیت کو سنو اور ایک راز کی بات کہتا ہوں اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے ان تمام مناظرات کا جو عیسائیوں سے تمہیں پیش آتے ہیں پہلو بدل لو اور عیسائیوں پر یہ ثابت کردو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں فتحیاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صف لپیٹ دو گے۔ گویا وفاتِ مسیح کا عقیدہ عیسائیت کی بہترین تردید ہے۔"

"المنبر" نے یہ جواب شائع کرکے نہ صرف تنگ نظری کا مظاہرہ کیا ہے بلکہ عوام کو وفاتِ مسیح کا عقیدہ رکھنے والے کے خلاف قتل کی ترغیب دلا کر فتنہ اور نقض امن کی بنا ڈالی ہے۔

"قرآن شریف میں صاف فرمایا ہے یا عیسیٰ انّی متوفّیک ورافعک الیّ

اور اس سے بڑھ کر خود حضرت مسیح کا اپنا اقرار موجود ہے فلمّا توفّیتنی

کنت انت الرّقیب علیھم اور یہ قیامت کا واقعہ ہے جب حضرت عیسیٰ

علیہ السلام سے سوال ہوگا کہ کیا تُو نے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا بناؤ؟

تو حضرت عیسٰے علیہ السلام اس کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب تک میں

ان میں زندہ تھا میں نے تو نہیں کہا اور میں وہی تعلیم دیتا رہا جو تُو نے

مجھے دی تھی لیکن جب تو نے مجھے وفات دیدی اس وقت تُو ہی ان کا

نگہبان تھا۔ اب یہ کیسی صاف بات ہے۔

اگر یہ عقیدہ صحیح ہوتا کہ حضرت مسیحؑ کو دنیا میں قیامت سے پہلے آنا تھا

تو پھر یہ جواب اُن کا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔" (حضرت مسیح موعودؑ)

نقد و نظر

ہندی میں اسلامی لٹریچر

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قیام کا مقصد تکمیل اشاعتِ دین ہے اور خدا تعالے کے فضل سے جماعت احمدیہ پون صدی سے حسین رنگ میں اس دینی فریضہ کو ادا کر رہی ہے۔ اس کے سبھی معترف ہیں۔ حال ہی میں مکرم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان نے ہندی میں کچھ اسلامی لٹریچر شائع کیا ہے۔ اس میں ایک تو قرآن شریف کے پہلے پارہ کا ہندی ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ ہمارے ایک نوجوان مکرم تو رشید احمد صاحب پربھاکر نے کیا ہے جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ترجمہ و تفسیر صغیر پر مشتمل ہے۔ اس کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس کے ساتھ متن بھی شامل ہے اور ترجمہ کی زبان بھی سلجھی ہوئی ہے۔ ساتھ ساتھ تشریحی نوٹ بھی دئے گئے ہیں۔ ہندوستان میں سرکاری زبان ہندی قرار دی جا چکی ہے اور پورے ملک میں تمام لوگ سکولوں اور کالجوں میں ہندی پڑھ رہے ہیں اس لئے وہاں کے لوگوں کو خواہ وہ مسلم ہیں یا غیر مسلم اسلام سے روشناس کرانے کے لئے ہندی میں اسلامی لٹریچر کی اشاعت ازبس ضروری ہے۔ اور چونکہ قرآن کریم کو اسلام میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس لئے اس کے ہندی کا ترجمہ کی اشاعت وقت کی ایک بڑی ضرورت ہے۔ جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس ضرورت کو پورا کرنے کی طرف توجہ دی ہے۔ گو یہ ترجمہ صرف ایک پارہ کا ہی ہے تاہم جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان نے قرآن شریف کے پہلے پارہ کا ترجمہ شائع کرکے پورے قرآن شریف کے ترجمہ کی داغ بیل ڈال دی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ وہ پورے قرآن کریم کا ترجمہ جلد از جلد شائع کرنے کا بندوبست فرما کر ہندوستان کے ہندی داں طبقہ کو دنیا کے ایک عظیم الشان مذہب اسلام سے روشناس کرانے کا بندوبست فرماویں گے۔ احباب جماعت کو اس کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے۔

جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان سے مل سکتا ہے۔

۲۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کا ہندی ترجمہ } اسلامی اصول کی فلاسفی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ معرکۃ الآراء تقریر ہے جو حضورؑ نے مذاہب عالم کی کانفرنس کے لئے تحریر فرمائی تھی اور اس کانفرنس میں سب سے بالا رہی تھی۔ اس وقت تک اس کے تراجم دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس کا ہندی ترجمہ بھی وقت کی ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کر رہا ہے۔ اس سے قبل بھی ایک مرتبہ اس کا ہندی ترجمہ شائع کیا گیا تھا۔ یہ ترجمہ پہلے سے اور موجودہ زمانہ کے لحاظ سے اس کی زبان پہلے ترجمہ کی نسبت سے اچھی سلجھی ہوئی ہے۔ اس کی اشاعت میں بھی دوستوں کو بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی ضرورت ہے تا کہ نئی پود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس معرکۃ الآراء تقریر سے واقفیت حاصل کر سکے۔ اور اسلام کی مقدس تعلیم سے روشناس ہو سکے۔

۳۔ پیغام صلح کا ہندی ترجمہ } "پیغامِ صلح" سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ محبت بھرا پیغام ہے جو حضورؑ نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں ہندوستان میں بسنے والے مختلف مذاہب کے لوگوں خصوصاً ہندوؤں کو آپس میں میل ملاپ پیدا کرنے کی غرض سے دیا تھا۔ لوگوں کا امن اور صلح سے زندگی بسر کرنا ہر زمانہ کی ایک بہت بڑی ضرورت ہے۔ اس میں حضور علیہ السلام نے ایسے اصول بیان فرما دیئے ہیں کہ جن پر عمل کرنے سے مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ آپس میں امن اور صلح سے زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ اور فرقہ وارانہ لڑائیوں کا سدّباب ہو سکتا ہے۔

اس کے ہندی ترجمہ کی اشاعت بھی ایک مفید کام ہے۔ اس کی اشاعت بھی کثرت سے ہونی چاہیئے۔ یہ اس کا دوسرا ایڈیشن ہے۔ پہلا ایڈیشن کافی عرصہ ہوا جبکہ حضرت سیٹھ عبداللہ دین صاحبؓ سکندرآباد والوں نے شائع کیا تھا۔ اس ترجمہ میں بعض خامیاں رہ گئی تھیں جو اس ترجمہ سے دور کر دی گئی ہیں۔

گورونانک جی کا گرو

۲۰۷ صفحہ درمیانی تقطیع کی کتاب گیانی عباد اللہ صاحب کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ احباب جانتے ہیں کہ گیانی عباد اللہ صاحب نے سکھ مذہب کی تعلیمات کا مطالعہ وسیع پیمانہ پر کیا ہے اور آپ کے قلم سے اس مضمون پر بعض نہایت قیمتی تصنیفات نکل چکی ہیں۔

کتاب زیرِ تنقید میں گیانی صاحب نے نہایت محنت اور تحقیق سے اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ گورونانک جی کا پیر ایک مسلمان مردِ فقیر تھا جن کا اسم گرامی مراد تھا اور جن کا مزار بغداد میں اب تک موجود ہے۔ آپ نے ناقابلِ تردید شہادت سے یہ ثابت کیا ہے کہ "نہ صرف یہ بزرگ گورو صاحب کے پیر تھے بلکہ گورو صاحب ہی نے آپ کا مزار بھی تعمیر کرایا تھا۔ آپ کے مزار کے اصل کتبہ کا چربہ بھی شائع کر دیا ہے جو آپ نے بڑی محنت سے حاصل کیا ہے۔ پھر آپ نے نہایت قاطع دلائل سے ان سکھ ودوانوں کی تحریرات کا بھی جائزہ لیا ہے جنہوں نے اس حقیقت سے انکار کرنے کی کوشش کی ہے اور ان کے قیاسات کو مثبت شہادتوں سے غلط ثابت کر دیا ہے۔ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور گورونانک صاحب کی تصاویر سے بھی مزیّن ہے اس کا تعارف محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب بڑی ہی دلچسپ اور سبق آموز ہے اور گورونانک جی کے مذہب کو متعین کرنے کیلئے ایک نہایت قیمتی دستاویز ہے جس سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے کہ گورو جی ایک مسلمان ولی تھے اور سچے دل سے اسلام کے پیرو تھے۔ کتاب پڑھ کر ہی اس کی خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں۔ مصنف سے اور احمدی کتب فروشوں سے مل سکتی ہے۔

بہشتی مقبرہ کے متعلق ایک سکھ ودوان کا اعتراض

اور

اس کا جواب

از مکرم عباد اللہ صاحب گیانی

(قسط نمبر ۲)

ایک اور سکھ ودوان نے معترضانہ رنگ میں بیان کیا ہے کہ:-

"اپنی کمائی اور جائیداد کا تیسرا حصہ یا دسواں حصہ دیکر قادیان کے بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے سے انسان بہشت کا وارث ہو جاتا ہے"

(ترجمہ از سنسار وادھارمک اتہاس صفحہ ۲۹۲)

لیکن اس بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے کہ:-

"یاد رہے یہ صرف کافی نہ ہوگا کہ جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیدیا جائے بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے پابند احکام اسلام ہو اور تقویٰ اور طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو۔ اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر ایمان لانے والا ہو۔ اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو۔" (الوصیت صفحہ ۲۵)

ایک اور مقام پر حضور فرماتے ہیں کہ۔

"کوئی نادان اس قبرستان اور اس انتظام کو بدعت میں داخل نہ سمجھے۔ کیونکہ یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے۔ اور انسان کا اس میں دخل نہیں۔ اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیونکر ہو سکتا ہے؟ کیونکہ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کر دے گی۔ بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائے گا۔" (الوصیت حاشیہ صفحہ ۲۱-۲۲)

الغرض بھولا صاحب نے اپنے ہندی پستک میں قادیان کے بہشتی مقبرہ سے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے حقیقت سے اس کا کچھ بھی تعلق نہیں۔

دسواں حصہ اور سکھ مذہب

خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی آمد اور جائیداد کا دسواں حصہ خرچ کرنے کی تلقین سکھ مذہب میں بھی کی گئی ہے۔ اور اس کے لئے "دسوندھ" کی اصطلاح بھی قائم ہے۔ جیسا کہ ایک سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ:-

"دسوندھ:- دہ نی انس۔ دسواں حصہ۔۔۔ اپنی کمائی میں سے خدا کی راہ میں دسواں حصہ خرچ کرنا سکھ مذہب کا ایک خاص حکم ہے۔"

(ترجمہ از مہان کوش صفحہ ۱۸۴۶)

سکھوں کے رہت ناموں میں بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں دسواں حصہ خرچ کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ جیسا کہ مرقوم ہے۔

دس نکھ کر جو کار کماوے

تاں کر جو دھن گھر میں آوے

تس تے گور دسوندھ جو دیئی

سنگھ سولیش بہہ جگ میں لیئی

(رہت نامہ بھائی دیسا سنگھ و خالصہ رہت پرکاش صفحہ ۱۵)

یعنی جو شخص اپنی محنت کی کمائی میں سے دسواں حصہ خدا تعالیٰ کے لئے وقف کر دے گا وہ اس دنیا میں تعریف کا مستحق ہوگا۔

ایک اور مقام پر مرقوم ہے کہ۔

"(ہر شخص) اپنی کمائی میں سے دسواں حصہ گورو کے لئے خرچ کرے اور بقیہ نو حصے اپنے ذاتی مصارف میں لائے۔"

(رہت ناموں کا سار)

اس سلسلہ میں خالصہ دھرم شاستر میں مرقوم ہے کہ:-

"گورو کا سکھ اپنی کمائی کے نفع میں سے دسوندھ گورو کے لئے وقف کر دے۔ گورو کی راہ میں خرچ کرے سکھوں کو کھلائے۔"

(ترجمہ از خالصہ دھرم شاستر صفحہ ۱۶۹)

جو لوگ اپنی کمائی میں دسواں حصہ خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان سے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ:-

دسوندھ نہ دیوی جھوٹ بول جو کھائے

ہے گور دسن ہت جی تاس کا کچھ نہ وساہ

(رہت نامہ نند لال و خالصہ رہت پرکاش صفحہ ۸)

ان حوالہ جات سے واضح ہے کہ سکھ مذہب میں بھی مال کا دسواں حصہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اور جو لوگ ایسا نہیں کرتے۔ اور مکر و فریب سے کام لے کر اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔ انہیں ناقابل اعتبار قرار دیا گیا ہے۔

گورو نانک جی نے تو اس سلسلہ میں یہ بات بیّن الفاظ میں بیان کی ہے جو لوگ خدا تعالیٰ کے عبادت گزار اور صادق شعار ہیں۔ نیز اپنی کمائی سے دسواں حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ وہ بغیر کسی روک ٹوک کے جنت میں داخل ہوں گے جیسا کہ مشہور سکھ مورخ گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ گورو نانک جی نے فرمایا تھا کہ:-

سنو قاضی رکن دین پنج نصیحتاں ایہہ

اللہ دی کر بندگی۔ سچ بولیں نس ڈیہہ

کھاؤ کھواؤ کھٹ کے کر مشقت کار

نکھ سکھ پوے پسیٹڑا ایہو کھا ناسار

دسواں حصہ اوس تھیں راہ رب دے دیہہ

ان پوچھے پاوے بہشت سو سچ حقیقت ایہہ

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۲۱۲)

جنم ساکھی بھائی بالا میں بھی گورو جی کا اسی مضمون کا ایک شبد درج ہے۔ جیسا کہ:-

سنو قاضی رکن دین پند نصیحتاں لیہہ

چھڈ وراہ شیطان دا سچ حقیقت ایہہ

باجھ اللہ دی بندگی چھڈ و عمل بکار

درگاہ گیا جانیئے نانک ایہا سار

کرو مشقت نہ دی سیس اٹھاوہو بھار

نکھ سکھ پوے پسیٹڑا سوئی کرہو اہار

دسواں حصہ ونڈ کے راہ خدائی دیہہ

پاوس راج بہشت دا راہ حقیقت ایہہ

(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۵۲)

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ گورو نانک جی کے نزدیک اپنی محنت کی کمائی سے دسواں حصہ خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کرنے والا انسان بغیر کسی روک ٹوک کے جنت میں جائے گا بلکہ وہ وہاں ایک حکمران کی حیثیت میں ہوگا یعنی جو چاہے گا وہ اسے مل جائے گا۔ پس اگر ہم احمدی یہ یقین کرتے ہیں کہ الوصیت کی شرائط پوری کر کے بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والا ہر شخص جنتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ صرف جنتیوں کو ہی اس قبرستان میں دفن ہونے کی توفیق دیتا ہے۔ تو یہ بات کسی بھی سمجھدار سکھ کے نزدیک قابل اعتراض نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ خود سکھ مذہب کی بھی یہی تعلیم ہے کہ جو شخص اپنی کمائی میں سے دسواں حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ وہ جنت کا وارث ہے

ایلی ایلی لما سبقتانی

مستعد روح جسم زندانی	ایلی ایلی لما سبقتانی
تم صلیب اس کو نہ ہی بوجھے	ہے ازل سے ملی گراں جانی
پھول تو کوئی کوئی کھلتا ہے	خار و خس کی مگر ہے ارزانی
کشتی نوح کا خدا حافظ	قطرے قطرے کی خو ہے طوفانی

کون سمجھائے خضر کو تو نیر

آب حیواں ہے آنکھ کا پانی

ہر قطرہ سمندر کا گو شامل طوفاں ہے

یہ نوح کی کشتی ہے۔ اللہ نگہباں ہے

تم بند رکھو اپنی آنکھیں تو خطا کس کی

بالائے افق ورنہ سورج تو فروزاں ہے

عہدیداران انصاراللہ کا نیا انتخاب

برائے ۱۹۶۵ء تا ۱۹۶۷ء

قواعد کے مطابق انصاراللہ کے موجودہ عہدیداران کی میعاد ۳۱ دسمبر ۱۹۶۴ء کو ختم ہو رہی ہے۔ یکم جنوری ۱۹۶۵ء سے انشاء اللہ نئے عہدیدار کام سنبھال لیں گے۔ انتخاب کے لئے قواعد حسب ذیل ہیں۔ امراء و صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ سے درخواست ہے۔ کہ وہ ۱۵ دسمبر تک جملہ انصاراللہ کا ایک خصوصی اجلاس بلا کر آئندہ تین سال کے لئے زعیم / زعیم اعلیٰ کا انتخاب کروا دیں اور جتنے نام پیش ہوں ان کو حاصل کردہ ووٹوں کی تعداد لکھ کر صدر محترم کی خدمت میں اپنی سفارش کے ساتھ بھجوا دیں۔

یہ امر مدنظر رہے کہ انتخاب صرف زعیم اعلیٰ یا زعیم انصاراللہ ہی کا ہوگا۔ مجلس عاملہ کے ارکان کو زعیم اعلیٰ / زعیم خود نامزد کر کے صدر محترم سے منظوری حاصل کریں گے۔

(۱) انتخاب بذریعہ ووٹ ہوگا اور علانیہ۔

(۲) انتخاب امیر مقامی یا پریذیڈنٹ یا اس کے نمائندہ کی نگرانی میں ہوگا جس میں مقام / حلقہ کے ارکین شریک ہوں گے۔ کورم ۲/۳ ہوگا۔ اگر ایک بار اجلاس بلانے پر یہ کورم پورا نہ ہو تو دوسری دفعہ کورم ۱/۲ ہوگا۔

(۳) انتخاب کے لئے اشارۃً یا وضاحتاً پروپیگنڈا کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

(۴) کوئی عہدیدار ایک ہی عہدہ کے لئے متواتر تین بار سے زیادہ منتخب یا نامزد نہ ہو سکے گا سوائے اس کے کہ صدر مجلس کسی کو اس قاعدہ سے مستثنیٰ قرار دیں۔

(۵) ہر اس رکن کے لئے جس کا نام انتخاب کے لئے پیش ہو مندرجہ ذیل امور لازم ہوں گے۔

(الف) وہ نماز باجماعت کا پابند ہو۔

(ب) وہ سلسلہ اور مجلس کے چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ ہو۔

(ج) وہ راستباز ہو اور دیانتدار ہو اور سلسلہ اور مجلس کے نظام کا پابند ہو۔

امید ہے۔ اُمراء و صدر صاحبان مذکورہ قواعد کی روشنی میں جلد از جلد انتخاب کروا کر مرکز میں منظوری کے لئے بھجوا دیں گے۔ تجویز ہے کہ ناظمین اعلیٰ اور ناظمین اضلاع کے انتخابات جلسہ سالانہ کے موقعہ پر کروائے جائیں۔ مگر یہ اسی صورت میں ہوگا جب کہ تمام زعماء اعلیٰ اور زعماء کے انتخابات کی اطلاع دفتر مرکزیہ میں ۱۶ دسمبر سے پہلے پہلے پہنچ جائے۔ (قائد عمومی مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ)

جامعہ احمدیہ کے فارغ التحصیل اصحاب توجہ فرمائیں

"مجلۃ الجامعہ" کی آئندہ اشاعت میں ایک فہرست ایسے احباب کی دی جا رہی ہے۔ جو جامعہ احمدیہ کے فارغ التحصیل ہیں اور انہیں بیرونی ممالک میں تبلیغی اور دیگر جماعتی خدمات کا موقعہ ملا ہے۔ ایسے جملہ احباب سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اسماء بمعہ نام ممالک (جہاں انہیں خدمتِ دین کا موقعہ ملا ہو) ۸ دسمبر تک بھیج کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(مدیر "مجلۃ الجامعہ" جامعہ احمدیہ ربوہ)

درخواستہائے دعا

- میں ان سب بہن اور بھائیوں کا اور بزرگوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ جنہوں نے میرے ابا جان شیخ فضل حسین صاحب کے لئے دعائیں کیں۔

احباب آئندہ بھی ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامل صحت عطا فرمائے۔ آمین (اہلیہ شیخ نذیر احمد غلہ منڈی ربوہ)

- محترم شیخ صالح میں صاحب آف ممباسہ حال انگلستان لمبے عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ اور چند دنوں سے بیماری تشویشناک شکل اختیار کر گئی ہے۔
- میرے والد محترم بابا نواب الدین صاحب سابق موذن مسجد دارالفضل قادیان حال ربوہ بعارضہ بخار شدید بیمار ہیں (فضل الرحمٰن ربوہ)
- میری اہلیہ صغریٰ بیگم صاحبہ ایک لمبے عرصہ سے بیمار رہیں۔ (خاکسار چوہدری عبدالحق پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پنڈی بھاگو ضلع سیالکوٹ) احباب سب کے لئے دعا فرما دیں۔

بچوں کی ہر قسم کی کمزوری
اور
نشوونما کی کمی کی مشہور دوا
بے بی ٹانک قیمت ۲۵-۱
ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی متصل ڈاکخانہ ربوہ

ملفوظات

جلد ہفتم

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات جو جماعت کا تربیتی اور روحانی ترقی کے لئے مفید اور تربیتِ اولاد کا بہترین ذریعہ ہیں۔ یہ خزانہ علم و عرفان

جلسہ سالانہ پر طلب فرمائیں

فصل الخطاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ معرکۃ الآراء تصنیف جو ردِ عیسائیت کے مبسوط دلائل پر مشتمل ہے۔ اور امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خراجِ تحسین حاصل کر چکی ہے۔

ہدیہ۔ فی نسخہ سات روپے۔ (۰۰-۷)

فضائل القرآن

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی جلسہ سالانہ کی چھ تقریروں کا مجموعہ جو قرآن مجید کے فضائل سے متعلق پر معارف اور پُر حکمت مضامین پر مشتمل ہے۔ ہدیہ علاوہ محصول ڈاک آٹھ روپے صرف ۸/-

ملنے کا پتہ

الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ۔ ربوہ

ولادت

میرے تایا زاد بھائی نذیر احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو عمر دراز اور خادم دین بنائے اور زچہ کی صحت کے لئے بھی دعا فرما دیں۔ (بشیر احمد کارکن الفضل ربوہ)

سرمۂ نور والوں کا
نورانی کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی اور صفائی کیلئے
بہترین تحفہ
ہمیشہ خریدتے وقت
شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ سیالکوٹ
کا لیبل ملاحظہ فرما لیا کریں
مینیجر

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ
نور کاجل
- آنکھوں میں خوبصورتی اور چمک پیدا کرتا ہے۔
- خارش۔ پانی بہنا۔ دھند۔ جالا ضعفِ بصر کا بہترین علاج ہے۔
- بیسیوں جڑی بوٹی کا جوہر ہے جو پچاس سالہ استعمال و تجربہ کے بعد پیش کیا گیا ہے
- بچوں، عورتوں اور مردوں کیلئے بہت مفید ہے
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

ہمدرد نسوال (اٹھرا کی گولیاں) دواخانہ خدمتِ خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں۔ مکمل کورس انیس روپے ۱۹/-

وصایا

ضروری نوٹ :۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جاری ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ (۲) ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ یہ مثل نمبر ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔ (۳) وصیت کی منظوری تک وصیت کنندہ اگر چاہے تو اس عرصہ میں چندہ عام ادا کرتا رہے مگر بہتر یہی ہے کہ وہ حصہ آمد ادا کرے کیونکہ وہ وصیت کی نیت کر چکا ہے۔

وصیت کنندگان، سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مثل نمبر ۱۷۵۶۱

میں نیاضہ رشید بنت ڈاکٹر محمد عبدالرشید صاحب مرحوم قوم ورک پیشہ طالب علم عمر ۱۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوئٹہ ضلع کوئٹہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۴-۱۰-۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائداد اس وقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائداد داخل کردوں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ تفصیل جائداد حسب ذیل ہے:

۱۔ انگوٹھیاں طلائی ۲ عدد قیمت ۱/۲ تولہ ۔۔۔ ۱۵۰ روپے
۲۔ ٹاپس ایک جوڑا ۱/۲ تولہ ۔۔۔ ۷۵ روپے
۳۔ بالیاں ۱ تولہ ۔۔۔ ۱۰۰ روپے
۴۔ گلے کا ہار ۲ تولہ ۔۔۔ ۲۰۰ روپے
کل قیمت ۔۔۔ ۵۲۵ روپے

اس کے علاوہ مجھ کو مبلغ -/۵۰ روپے ماہوار بطور جیب خرچ اپنے گھر والوں سے ملتا ہے جو کہ میری کل آمد ماہانہ میں شامل ہے اس سے میری ماہوار آمد جو بھی ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں جس کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ الامتہ نیاضہ رشید
گواہ شد ڈاکٹر عین النعیم اقبال روڈ کوئٹہ
گواہ شد خلیفہ عبدالرحمن قائمقام امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ۔

مثل نمبر ۱۷۵۶۰

میں محمد اسماعیل ولد میاں جہین بخش صاحب قوم راجپوت پیشہ تجارت عمر ۶۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۰ء ساکن شہر لائل پور ڈاکخانہ خاص ضلع لائل پور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳ ستمبر ۱۹۶۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری جائداد ایک رہائشی مکان واقع محلہ لکڑ منڈی بلاک B گلی نمبر ۵ مکان نمبر P/۱۰۹ شہر لائل پور ہے جس کی قیمت مبلغ -/۱۳ ہزار روپے نیز میری گذارہ ماہوار آمد ہے جو کہ قریباً یک صد پچاس روپیہ ماہوار ہے ماہوار آمد کی کمی بیشی کی صورت میں میں دفتر بہشتی مقبرہ کو اطلاع دیتا رہوں گا لہٰذا میں اپنی اس تمام جائداد غیر منقولہ اور ماہوار آمد منقولہ ان سب کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں نیز بوقت وفات اگر اس کے علاوہ میری کوئی اور مزید جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد اسماعیل احمدی محلہ لکڑ منڈی بلاک B گلی ۵ مکان P/۱۰۹ لائل پور شہر ۶۴/۹/۲۳ - گواہ شد فضل الدین سنگوی لائل پور غلام محمد آباد دنانی چوک D/۱۳۵۷ وصیت نمبر ۲۵۳۰ گواہ شد۔ بشیر احمد بقلم خود وصیت نمبر ۱۳۱۳۵ - ۶۴/۹/۲۳

مثل نمبر ۱۷۵۵۹

میں نور جہاں بیگم زوجہ عبدالرؤف صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۸ء ساکن علاقہ مجی دار دبوہ والا احمت ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۴-۶-۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری ماہوار آمد اس وقت کوئی نہیں ہے میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی جائداد موجودہ حسب ذیل ہے مہر واجب الادا بذمہ شوہر -/۷۰۰ روپے چوڑیاں طلائی -/۲۰۰ روپے کل جائداد مالیتی -/۹۰۰ روپے میری وصیت آج سے ہی منظور فرمائی جائے۔ الامتہ نور جہاں بیگم۔ گواہ شد۔ سید مبارک احمد انسپکٹر وصایا ربوہ ۶۴/۹/۲۲ گواہ شد عبدالرؤف آف مجی خاوند موصیہ۔

نوٹ۔ مبلغ -/۷۰۰ روپے حق مہر میری بیوی کا میرے ذمہ واجب الادا ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوں۔ العبد عبدالرؤف آف مجی خاوند موصیہ۔ گواہ شد سید مبارک احمد انسپکٹر وصایا ربوہ ۶۴/۹/۲۲ گواہ شد۔ نصیر احمد ناصر واقف زندگی ربوہ

ضروری گزارش

احباب خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں اور اپنا پتہ صاف ستھرا لکھا کریں (مینیجر)

ضروری اعلان

بل ماہ نومبر ۱۹۶۴ء ایجنٹ صاحبان کی خدمت میں بھجوا دیئے گئے ہیں ان بلوں کی رقم ۱۰ دسمبر ۱۹۶۴ء تک دفتر ہذا میں پہنچ جانی چاہیئے جو ایجنٹ صاحبان اپنے بلوں کی رقوم ۱۰ دسمبر تک دفتر ہذا میں نہیں بھجوائیں گے ان کے بنڈلوں کی ترسیل روک دی جائے گی (مینیجر)

۱۰ روپے کے انعامی بونڈ

کامیاب نمبروں کی فہرست کس اشتیاق سے دیکھی جاتی ہے اور اگر آپ کا کوئی نمبر سرِ فہرست نکل آئے تو پھر گھر بھر کی خوشی کا کیا پوچھنا!

انعامی بونڈ پُر امید بچت اور مستقبل کو سنوارنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔

دس روپے والے بونڈوں کے ہر سلسلہ پر ہر سہ ماہی کو ۵۰ ہزار روپے کے ۱۳۶ انعام تقسیم کئے جاتے ہیں۔ پہلا انعام مبلغ ۲۰ ہزار روپے۔ انعامات کی رقم پر انکم ٹیکس معاف ہے۔

ہر سلسلہ کے جس قدر بونڈ چاہیں خریدیں، بھنائے ہوئے بونڈ دوبارہ فروخت کر دیئے جاتے ہیں تاکہ آپ ان پر بھی انعام حاصل کرسکیں۔

اتنا ضرور یاد رکھیئے کہ دس روپے والے بونڈ ۱۵ دسمبر ۱۹۶۴ء سے پہلے خرید لئے جائیں۔ تاکہ ۱۵ جنوری ۱۹۶۵ء کو ہونے والی قرعہ اندازی میں شریک ہو سکیں۔

انعامی بونڈ

ڈاکخانوں یا منظور شدہ بنکوں سے خریدیئے

Vimind D.E.D. 64/195

جلسہ سالانہ پر آنے والے دوستوں کے لئے ضروری ہدایات

(محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ)

خداوند تعالیٰ کے فضل سے احباب کرام جلسہ سالانہ پر آنے کے لئے تیاریوں میں مصروف ہوں گے۔ اس موقعہ پر جہاں مخلصین جماعت جوق در جوق تشریف لاتے ہیں وہاں چند شر پسند اور ناپسندیدہ لوگ بھی آجاتے ہیں۔ اس لئے دیگر احباب مندرجہ ذیل ہدایات کو پیش نظر رکھیں۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ سفر میں آنے وقت اور واپسی کے وقت کسی قسم کی تکلیف یا نقصان کا اندیشہ نہیں رہے گا۔

۱۔ احباب اپنے ہمراہ وہی سامان رکھیں جو سردی سے بچنے کے لئے ضروری ہو اور سفر میں آرام مہیا کر سکے غیر ضروری کپڑے اور قیمتی زیورات وغیرہ اپنے ہمراہ لانے سے اجتناب کریں۔

۲۔ اپنے بندھے ہوئے سامان کے ہر نگ پر اپنے نام اور مکمل پتہ کی چٹیں گوند سے چسپاں کر دیں۔ ان پر اپنا مکمل پتہ لکھا ہو اور ربوہ اگر جہاں ٹھہرنا ہو وہ پتہ بھی تحریر کیا جائے۔

۳۔ تمام جماعتوں سے دوست اکٹھے ہو کر آنے کی کوشش فرمادیں اس سے سفر میں سہولت رہتی ہے۔

۴۔ گاڑی پر سوار ہونے اور اترتے وقت جلدی نہ کریں بلکہ پورے اطمینان کے ساتھ گاڑی پر سامان رکھیں اور اتاریں اور تمام راستہ اپنے سامان پر نگاہ رکھیں۔

۵۔ چھوٹے بچوں کو قیمتی زیورات یا مصنوعی زیورات نہ پہنائیں۔

۶۔ چھوٹے بچہ کو جو اپنے والدین کا نام اور پتہ نہ بتا سکتا ہو ادھر ادھر نہ گھومنے دیں۔ اور اس کا نام مع مکمل پتہ کے تحریر کر کے اس کی جیب میں رکھ دیں یا اس کے بازو پر باندھیں۔

۷۔ اسٹیشن یا اڈہ بس پر اترتے وقت صرف انہی قلیوں سے سامان اٹھوائیں جن کے پاس ناظم صاحب استقبال کے نمبر ہوں سامان اٹھواتے وقت ان سے نمبر دریافت کرلیں اور پھر بھی انہیں آنکھ سے اوجھل نہ ہونے دیں سامان اتروا کر پوری تسلی کرنے کے بعد مزدوری دیں۔ اگر اسٹیشن یا اڈہ لاری پر کسی قسم کی دقت پیش آئے تو عملہ استقبال کو فوری اطلاع دیں۔

۸۔ آپ کسی قیام گاہ میں ٹھہریں یا اپنے عزیز کے ہاں جلسہ گاہ یا کسی اور جگہ جاتے وقت اپنے سامان کی حفاظت کا انتظام کر کے جاویں اور قیام گاہوں کے منتظمین کو اطلاع دے کر جایا کریں۔

۹۔ جلسہ گاہ سے نکلتے وقت یا کسی ایسے ہی دوسرے موقعہ پر جہاں بھیڑ ہو جلدبازی سے کام نہ لیں اور تیزی سے نکلنے کی کوشش نہ کریں بلکہ پورے اطمینان اور وقار سے چلیں۔ اگر ایسے موقعوں پر آپ ہجوم کریں گے۔ اور جلدبازی سے کام لیں گے تو جیب تراش یا اچکا قماش کے دوسرے لوگ آپ کو نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

۱۰۔ مستورات سفر میں بھی اور راہ چلتے وقت بھی پردے کا خاص طور پر خیال رکھیں اسی طرح ربوہ کی ملحقہ پہاڑیوں پر چڑھنے کی کوشش نہ کریں۔

۱۱۔ اگر کوئی شخص راستہ میں جلسہ کے ایام گیا یا کسی اور موقعہ پر لڑائی جھگڑا کرنے کی کوشش کرے تو اس کے ساتھ الجھنے کی بجائے اسے نہایت نرمی سے سمجھا دیں کہ یہ مناسب نہیں۔

۱۲۔ دوست سفر کے دوران تمام راستہ درود شریف اور استغفار کے علاوہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اور جماعت کی ترقی کے لئے دعائیں کرتے رہیں اور یہ بھی دعا کرتے آئیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے جلسہ کو ہر طرح خیر و خوبی سے گزارے اور ہمیں اس جلسہ کی برکات سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور جس مقصد کے لئے ہم سب یہاں اکٹھے ہو رہے ہیں اُسے اس مقصد میں برکت عطا فرمائے اور اسلام کو جلد جلد ترقی دے اور تمام دنیا کو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے اکٹھا کر دے آمین۔

(خاکسار مرزا منصور احمد ناظر امور عامہ)

محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ اہلیہ حضرت ڈاکٹر فیض علی صاحب صابرؓ کی وفات

نماز جنازہ اور تدفین میں کثیر التعداد احباب کی شرکت

ربوہ ۴ دسمبر۔ محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اہلیہ حضرت ڈاکٹر فیض علی صاحب صابرؓ جہلم نے مورخہ ۲ دسمبر کی شام کو بعمر ۷۶ سال وفات پا گئیں) کی نعش کو کل ساڑھے تین بجے سہ پہر کے قریب بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص صحابہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ نماز جنازہ کل نماز ظہر کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھائی جس میں احباب کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ بعد ازاں مقبرہ بہشتی میں تدفین عمل میں آئی قبر پر دعا مکرم مولانا ظہور حسین صاحب سابق مبلغ بخارا نے کرائی۔

مرحومہ بہت متقی پرہیزگار۔ تہجد گزار، مہمان نواز۔ غریب اور غرباء کے ساتھ حسن سلوک کرنے والی خاتون تھیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواتین مبارکہ سے آپ کو خاص لگاؤ اور دلی تعلق تھا۔ آپ نے ۲۸ نومبر ۱۹۰۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں بیعت کی اور آخر وقت تک اس عہد کو بڑی خوش اسلوبی سے نبھایا۔ آپ کو ایک اور خصوصی شرف یہ حاصل ہوا کہ جن صحابیات نے لوائے احمدیت کے لئے سوت کاتا تھا ان میں آپ بھی شامل تھیں۔

آپ نے سات بیٹے، دو بیٹیاں، ۴۶ پوتے پوتیاں۔ نواسے نواسیاں اور ۲۲ پڑپوتے پڑنواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں خاص مقام قرب سے نوازے اور اپنے خاص الخاص فضلوں کا وارث بنائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے دین و دنیا میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

چالیس روزہ صدقہ کی تحریک

(محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

خاکسار نے ۷ اگست ۱۹۶۲ء کو انصار کو تحریک کی تھی کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت یابی کے لئے ۴۰ روز تک صدقہ کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ چنانچہ اس تحریک کے مطابق ۴۰ روز تک روزانہ ایک بکرا بطور صدقہ ذبح کیا جاتا رہا اور اس کے بعد سے اب تک ہر ہفتہ ایک بکرا صدقہ کیا جاتا ہے خاکسار نے اجتماع انصار اللہ کے موقعہ پر تحریک کی تھی کہ دوبارہ چالیس روزہ صدقہ کا پروگرام بنایا جائے چنانچہ بعض احباب نے وہیں پر کچھ رقوم بطور صدقہ دے دی تھیں۔

میں اس اعلان کے ذریعہ انصار کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت یابی کے لئے صدقہ کی اس تحریک میں بھی دوبارہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اور رقوم صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے نام جلد بھجوائیں تاکہ حضور کی صحت یابی کے لئے پھر چالیس روز تک روزانہ صدقہ کیا جا سکے

خاکسار مرزا ناصر احمد
صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

ترسیل زر اور انتظامی امور سے متعلق مینجر الفضل سے خط و کتابت کیا کریں

رحیم دین انبالوی ۵۲۵۴